آیت نمبر (69تا75)

ترجمہ:

وَرَبُّكَ	يَعْلَمُ	مَا	تُكِنُّ	صُدُوْرُهُمْ	وَمَا	يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾
اورآپ کارب	جانتا ہے	اس کو جو	چھپاتے ہیں	ان کے سینے	اوراس کو جو	وہ لوگ اعلان کرتے ہیں

وَهُوَ	اللّٰهُ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ ؕ	لَهُ	الْحَمْدُ	فِي الْاُوْلٰى
اور وہی	اللہ ہے	کوئی بھی الٰہ نہیں ہے	مگر وہ ہی	اس کے لئے ہیں	تمام شکر پاس ہے	پہلی (زندگی) میں

وَالْاٰخِرَةِ	وَلَهُ	الْحُكْمُ	وَاِلَيْهِ	تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾	قُلْ
اور آخری (زندگی) میں	اوراس کے لئے ہی	تمام حکم ہے	اوراس کی طرف ہی	تم لوگ لوٹائے جاؤ گے	آپ کہئے

اَرَءَيْتُمْ	اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ	عَلَيْكُمُ	الَّيْلَ	سَرْمَدًا	اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
کیاتم لوگوں نے غور کیا	اگر بنادے اللہ	تم لوگوں پر	رات کو	ہمیشہ کے لئے	قیامت کے دن تک

مَنْ اِلٰهٌ	غَيْرُ اللّٰهِ	يَاْتِيْكُمْ	بِضِيَآءٍ ؕ	اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾	قُلْ	اَرَءَيْتُمْ
کون الٰہ ہے	اللہ کے علاوہ	جولائے گا تمہارے لئے	روشنیاں	توکیا تم لوگ سنتے نہیں ہو	آپ کہئے	کیاتم لوگوں نے غور کیا

اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ	عَلَيْكُمُ	النَّهَارَ	سَرْمَدًا	اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	مَنْ اِلٰهٌ	غَيْرُ اللّٰهِ
اگر بنادے اللہ	تم لوگوں پر	دن کو	ہمیشہ کے لئے	قیامت کے دن تک	کون الٰہ ہے	اللہ کے علاوہ

يَاْتِيْكُمْ	بِلَيْلٍ	تَسْكُنُوْنَ	فِيْهِ ؕ	اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾	وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ
جولائے گا تمہارے لئے	رات	تم لوگ آرام کرتے ہو	جس میں	توکیا تم لوگ دیکھتے نہیں ہو	اور (یہ) اس کی رحمت میں سے ہے (کہ)

جَعَلَ	لَكُمُ	الَّيْلَ	وَالنَّهَارَ	لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ	وَلِتَبْتَغُوْا
اس نے بنایا	تمہارے لئے	رات	اوردن	تاکہ تم لوگ آرام کرو اس میں	اور تاکہ تم لوگ تلاش کرو

مِنْ فَضْلِهٖ	وَلَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾	وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ	فَيَقُوْلُ
اس کے فضل میں سے	اور شاید تم لوگ	شکر کرو	اور جس دن وہ پکارے گا ان کو	پھر وہ کہے گا

اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ	كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾	وَنَزَعْنَا	مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ
کہاں ہیں میرے وہ شریک جن پر	تم لوگ زعم کیا کرتے تھے	اور ہم نکالیں گے	ہر امت میں سے

شَهِيْدًا	فَقُلْنَا	هَاتُوْا	بُرْهَانَكُمْ	فَعَلِمُوْٓا	اَنَّ الْحَقَّ
ایک گواہ	تو ہم کہیں گے	تم لوگ دو	اپنی روشن دلیل	تب وہ لوگ جان لیں گے	کہ کل حق

لِلّٰهِ	وَضَلَّ	عَنۡهُمۡ	مَّا	كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ۝۷۵ ع 1464
اللہ کے لئے ہے	اور گم ہو جائے گا	ان سے	وہ جو	وہ گھڑا کرتے تھے

نوٹ۔1

آیت۔۷۱۔ میں رات کی ہیشگی کا ذکر ہے اور اندھیرے میں انسان کو دکھائی نہیں دیتا۔ اس لئے اس کی رعایت سے آیت کے آخر میں اَفَلَا تَسۡمَعُوۡنَ فرمایا کہ اگر تمہیں سجھائی نہیں دیتا تو کیا سنائی بھی نہیں دیتا۔ جبکہ اگلی آیت میں دن کا ذکر ہے جس میں انسان سب کچھ دیکھ سکتا ہے۔ اس لئے اس کے آخر میں اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ فرمایا۔ (ترجمہ شیخ الہند m سے ماخوذ)

آیت نمبر(76تا78)

ن و ء

(ن) نَوۡءًا مشقت و تکلیف سے اٹھنا۔ زیر مطالعہ آیت۔۷۶۔

ترجمہ:

اِنَّ قَارُوۡنَ	كَانَ	مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰى	فَبَغٰى عَلَيۡهِمۡ ۖ	وَ
بیشک قارون	تھا	موسیٰ کی قوم میں سے	تو اس نے بغاوت کی ان کے خلاف	حالانکہ

اٰتَيۡنٰهُ	مِنَ الۡكُنُوۡزِ	مَاۤ	اِنَّ	مَفَاتِحَهٗ	لَتَنُوۡٓاُ	بِالۡعُصۡبَةِ اُولِى الۡقُوَّةِ ۗ
ہم نے دیا تھا اس کو	خزانوں میں سے	وہ	کہ	جس کی کنجیاں	یقیناً مشکل سے اٹھتی تھیں	قوت والی جماعت سے

اِذۡ قَالَ لَهٗ	قَوۡمُهٗ	لَا تَفۡرَحۡ	اِنَّ اللّٰهَ	لَا يُحِبُّ	الۡفَرِحِيۡنَ ۝۷۶
جب کہا اس سے	اس کی قوم نے	تو مت اترا	بیشک اللہ	پسند نہیں کرتا	اترانے والوں کو

وَابۡتَغِ	فِيۡمَاۤ	اٰتٰٮكَ	اللّٰهُ	الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ	وَلَا تَنۡسَ	نَصِيۡبَكَ
اور تو تلاش کر	اس میں سے جو	دیا تجھ کو	اللہ نے	آخری گھر کو	اور تو مت بھول	اپنا حصہ
مِنَ الدُّنۡيَا	وَاَحۡسِنۡ	كَمَاۤ	اَحۡسَنَ	اللّٰهُ	اِلَيۡكَ	وَلَا تَبۡغِ
دنیا میں سے	اور تو بھلائی کر	جیسے کہ	بھلائی کی	اللہ نے	تیری طرف	اور تو خواہش مت کر

الۡفَسَادَ	فِى الۡاَرۡضِ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	لَا يُحِبُّ	الۡمُفۡسِدِيۡنَ ۝۷۷	قَالَ
نظم بگاڑنے کی	زمین میں	بیشک اللہ	پسند نہیں کرتا	نظم بگاڑنے والوں کو	(قارون نے) کہا

اِنَّمَاۤ	اُوۡتِيۡتُهٗ	عَلٰى عِلۡمٍ	عِنۡدِىۡ ؕ	اَوَلَمۡ يَعۡلَمۡ	اَنَّ اللّٰهَ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مجھ کو دیا گیا یہ (خزانہ)	ایک ایسے علم کی بنا پر جو	میرے پاس ہے	اور کیا اس نے جانا ہی نہیں	کہ اللہ

قَدۡ اَهۡلَكَ	مِنۡ قَبۡلِهٖ	مِنَ الۡقُرُوۡنِ	مَنۡ هُوَ	اَشَدُّ	مِنۡهُ	قُوَّةً
ہلاک کر چکا ہے	اس سے پہلے	قوموں میں سے	اس کو کہ وہ	زیادہ شدید تھا	اس سے	بلحاظ قوت کے

وَّاَكۡثَرُ	جَمۡعًا ؕ	وَلَا يُسۡـَٔلُ	عَنۡ ذُنُوۡبِهِمُ	الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۝۷۸
اور زیادہ کثرت والا تھا	بلحاظ جمع کرنے کے	اور پوچھا نہیں جاتا	ان کے گناہوں کے بارے میں	مجرموں سے

نوٹ۔1

بائبل کی کتاب خروج (۔6۔آیت۔18۔21) میں جونسبت نامہ درج ہے اس کی رو سے حضرت موسیؑ اور قارون کے والد باہم سگے بھائی تھے۔ بنی اسرائیل میں سے ہونے کے باوجود قارون، فرعون کے ساتھ جاملا تھا اور اس کا مقرب بن کر اس حد کو پہنچ گیا تھا کہ موسیؑ کی دعوت کے مقابلہ میں فرعون کے بعد مخالفت کے جو دو بڑے سرغنے تھے۔ان میں سے ایک فرعون کا وزیر ہامان تھا اور دوسرا یہی قارون تھا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

آیت۔77 میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مال و دولت تجھے عطا فرمایا ہے اس کے ذریعہ آخرت کا سامان فراہم کر اور دنیا میں جو تیرا حصہ ہے اس کو نہ بھول۔ دنیا کے حصے کے متعلق دو آراء ہیں۔ ایک یہ کہ مال و دولت سے آخرت کمانے کے ساتھ اپنی ضروریات زندگی پر بھی خرچ کر، اللہ کی نعمتوں سے مستفید ہو اور اپنے نفس کا حق ادا کرنے میں بخل سے کام مت لے۔

دوسری رائے کو سمجھنے کے لئے پہلے تاکید کرنے کا ایک اسلوب سمجھ لیں۔کبھی ہم ایک بات کہتے ہیں پھر تاکید کے لئے اس پر ایک اور جملہ کا اضافہ کرتے ہیں۔ جیسے دفتر میں ہم کسی سے کہیں کہ گھر جاتے ہوئے یہ چیزیں ساتھ لیتے جانا۔ان کو یہیں مت چھوڑ جانا۔اس میں ''مت چھوڑ جانا'' والا جملہ پہلے جملے کی تاکید کے لئے ہے۔اس طرح اس آیت میں اصل بات یہ ہے کہ مال و دولت سے آخرت کما۔اس کی تاکید کے لئے فرمایا کہ دنیا میں سے اپنا حصہ لینا مت بھول۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دنیا میں ہر انسان کے پاس کم یا زیادہ جو کچھ بھی ہے وہ سارا کا سارا اس کا اپنا نہیں ہے۔ وہ اس سب کا امین تو ہے لیکن اس میں سے اس کا اپنا حصہ صرف وہ ہے جو اس کے ساتھ جائے گا اور آخرت میں اس کو ملے گا۔اس کے علاوہ اس کے پاس جو ہے وہ یا تو فانی ہے یا وارثوں کا حصہ ہے۔ اس کا اپنا حصہ صرف وہ ہے جو اس کے ساتھ جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سمندر کو کوزے میں بند کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

آیت نمبر(79 تا 82)

ترجمہ:

فَخَرَجَ	عَلٰى قَوْمِهٖ	فِىْ زِيْنَتِهٖ ؕ	قَالَ الَّذِيْنَ	يُرِيْدُوْنَ
تو وہ نکلا	اپنی قوم پر	اپنی زینت میں	تو ان لوگوں نے کہا جو	خواہش رکھتے تھے

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا	يٰلَيْتَ	لَنَا	مِثْلَ مَآ	اُوْتِىَ	قَارُوْنُ ۙ	اِنَّهٗ
دنیوی زندگی کی	اے کاش	ہمارے لئے ہوتا	اس کے جیسا جو	دیا گیا	قارون کو	بیشک وہ

لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾	وَقَالَ الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْعِلْمَ	وَيْلَكُمْ
یقیناً بڑے نصیب والا ہے	اور ان لوگوں نے کہا جن کو	دیا گیا تھا	علم	تمہارا ستیاناس

ثَوَابُ اللّٰهِ	خَيْرٌ	لِّمَنْ	اٰمَنَ	وَعَمِلَ	صَالِحًا ۚ	وَلَا يُلَقّٰهَآ
اللہ کا (دیا ہوا) ثواب	بہتر ہے	اس کے لئے جو	ایمان لایا	اور جس نے عمل کیا	نیک	اور نہیں دی جاتی یہ (توفیق)

اِلَّا	الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾	فَخَسَفْنَا	بِهٖ	وَبِدَارِهِ	الْاَرْضَ ۣ	فَمَا كَانَ لَهٗ
مگر	ثابت قدم رہنے والوں کو	تو دھنسا دیا ہم نے	اس کو	اور اس کے گھر کو	زمین میں	تو نہیں تھی اس کے لئے

مِنْ فِئَةٍ	يَّنْصُرُوْنَهٗ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۤ	وَمَا كَانَ	مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾
کوئی بھی ایسی جماعت جو	مدد کرتی اس کی	اللہ کے سوا	اور وہ نہیں تھا	بدلہ لینے والوں میں سے

وَاَصْبَحَ	الَّذِيْنَ	تَمَنَّوْا	مَكَانَهٗ	بِالْاَمْسِ	يَقُوْلُوْنَ	وَيْكَاَنَّ 1464	اللّٰهَ
اور ہو گئے	وہ لوگ جنہوں نے	تمنا کی تھی	اس کی جگہ کی	کل تک	(یہ) کہتے ہوئے	ارے! گویا کہ	اللہ ہی

يَبْسُطُ	الرِّزْقَ	لِمَنْ	يَّشَآءُ	مِنْ عِبَادِهٖ	وَيَقْدِرُ	لَوْلَآ اَنْ
کشادہ کرتا ہے	رزق کو	جس کے لئے	وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے	اور وہ اندازے سے دیتا ہے (جسے چاہتا ہے)	اگر نہ ہوتا کہ

مَّنَّ	اللّٰهُ	عَلَيْنَا	لَخَسَفَ	بِنَا	وَيْكَاَنَّهٗ	لَا يُفْلِحُ	الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾
احسان کیا	اللہ نے	ہم پر	تو وہ ضرور دھنسا دیتا	ہم کو (بھی)	ارے! حقیقت یہ ہے کہ	فلاح نہیں پاتے	ناشکری کرنے والے

نوٹ۔1

قارون کی یہ حکایت محض ماضی کی ایک حکایت کی حیثیت سے نہیں بیان ہوئی ہے، بلکہ اس کے پردے میں ابولہب اور اس کے ساتھیوں کا کردار اور انجام پیش کیا گیا ہے۔ جس قسم کا فتنہ حضرت موسیٰؑ کی قوم میں قارون تھا اسی قسم کا فتنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوم میں ابولہب تھا۔ متعدد پہلوؤں سے دونوں میں مماثلت تھی۔ جس طرح قارون حضرت موسیٰؑ کے خاندان، بنی لادی، کا سب سے بڑا دولت مند تھا اسی طرح ابولہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاندان ''بنی ہاشم'' میں سب سے بڑا دولت مند تھا۔ ابولہب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چچا تھا اور قارون حضرت موسیٰؑ کا سگا چچازاد بھائی تھا۔ دونوں نہایت بخیل اور متکبر تھے۔ اپنے اپنے رسولوں کے ساتھ دونوں کے عناد کی نوعیت بھی ایک تھی۔ قارون یہ چاہتا تھا کہ خاندان کی پیشوائی اسے حاصل رہے تاکہ اس کی سرمایہ داری پر کوئی آنچ نہ آئے۔ ابولہب بھی یہی چاہتا تھا کہ خانہ کعبہ کی کلید برداری اور افادہ کی دولت پر اس کا قبضہ رہے۔ انجام کے اعتبار سے بھی دونوں میں بڑی مماثلت ہے۔ دونوں خدا کے قہر و غضب کے ہدف ہوئے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (83 تا 88)

ترجمہ:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ	نَجْعَلُهَا	لِلَّذِيْنَ	لَا يُرِيْدُوْنَ	عُلُوًّا	فِي الْاَرْضِ
یہ آخری گھر!	ہم بناتے ہیں اس کو	ان لوگوں کے لئے جو	نہیں چاہتے	بڑائی	زمین میں

وَلَا فَسَادًا	وَالْعَاقِبَةُ	لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾	مَنْ جَآءَ	بِالْحَسَنَةِ	فَلَهٗ
اور نہ نظم بگاڑنا	اور (اچھا) انجام	تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے ہے	جو آیا	نیکی کے ساتھ	تو اس کے لئے

خَيْرٌ مِّنْهَا	وَمَنْ جَآءَ	بِالسَّيِّئَةِ	فَلَا يُجْزَى	الَّذِيْنَ
اس سے زیادہ بھلائی ہے	اور جو آیا	برائی کے ساتھ	تو بدلہ نہیں دیا جاتا	ان کو جنہوں نے

عَمِلُوا	السَّيِّاٰتِ	اِلَّا مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾	اِنَّ الَّذِيْ	فَرَضَ عَلَيْكَ
عمل کئے	برائیوں کے	سوائے اس کے جو	وہ لوگ عمل کیا کرتے تھے	بیشک وہ جس نے	فرض کیا آپؐ پر

الۡقُرۡاٰنَ	لَرَآدُّكَ	اِلٰی مَعَادٍ ؕ	قُلۡ	رَّبِّیۡۤ	1464 اَعۡلَمُ
اس قرآن کو	ضرور لوٹانے والا ہے آپؐ کو	واپس ہونے کی جگہ کی طرف	آپؐ کہیے	میرا رب	خوب جاننے والا ہے

مَنۡ	جَآءَ	بِالۡهُدٰی	وَمَنۡ	هُوَ	فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۸۵﴾	وَمَا كُنۡتَ تَرۡجُوۡۤا
اس کو جو	آیا	ہدایت کے ساتھ	اور اس کو جو	(کہ) وہی	کھلی گمراہی میں ہے	اور آپؐ ہرگز مت ہوں

اَنۡ یُّلۡقٰۤی	اِلَیۡكَ	الۡكِتٰبُ	اِلَّا رَحۡمَةً	مِّنۡ رَّبِّكَ	فَلَا تَكُوۡنَنَّ
کہ ڈالی جائے گی	آپؐ کی طرف	وہ کتاب	مگر رحمت ہوتے ہوئے	آپؐ کے رب (کی طرف) سے	تو آپؐ ہرگز مت ہوں

ظَهِیۡرًا	لِّلۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۸۶﴾	وَلَا یَصُدُّنَّكَ	عَنۡ اٰیٰتِ اللّٰهِ	بَعۡدَ اِذۡ
مددگار	کفر کرنے والوں کے لئے	وہ لوگ ہرگز نہ روکیں آپؐ کو	اللہ کی آیات سے	اس کے بعد کہ جب

اُنۡزِلَتۡ	اِلَیۡكَ	وَادۡعُ	اِلٰی رَبِّكَ	وَلَا تَكُوۡنَنَّ	مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ ﴿۸۷﴾ ج
وہ اتاری گئیں	آپؐ کی طرف	اور آپؐ دعوت دیں	اپنے رب کی طرف	اور آپؐ ہرگز مت ہوں	شرک کرنے والوں میں سے

وَلَا تَدۡعُ	مَعَ اللّٰهِ	اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ	لَاۤ اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ ۟ قف	كُلُّ شَیۡءٍ
اور آپؐ مت پکاریں	اللہ کے ساتھ	کسی دوسرے الٰہ کو	کوئی الٰہ نہیں ہے	مگر وہ ہی	ہر چیز

هَالِكٌ	اِلَّا وَجۡهَهٗ ؕ	لَهُ	الۡحُكۡمُ	وَاِلَیۡهِ	تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۸۸﴾ ع
ہلاک ہونے والی ہے	سوائے اس کے چہرے (یعنی ذات) کے	اس کے لئے ہی ہے	حکم دینا	اور اس کی طرف ہی	تم لوگ لوٹائے جاؤ گے

نوٹ۔1

آیت۔85۔ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ایک معاد کی طرف پھیرنے والا ہے۔ معاد کے لغوی معنی ہیں وہ مقام جس کی طرف آخر کار آدمی کو پلٹنا ہو۔ بعض مفسرین نے اس سے مراد جنت لی ہے، لیکن اسے جنت کے ساتھ مخصوص کر دینے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ اسے ویسا ہی عام رکھا جائے جیسا خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے، تاکہ یہ وعدہ دنیا اور آخرت دونوں سے متعلق ہو جائے۔ سیاق عبارت کا تقاضہ بھی یہ ہے کہ اسے آخرت میں ہی نہیں بلکہ اس دنیا میں بھی نبی ﷺ کو آخر کار بڑی شان وعظمت عطا کرنے کا وعدہ سمجھا جائے۔ اور فی الواقع اللہ تعالیٰ نے چند ہی سال بعد حضورؐ کو اس دنیا میں پورے ملک عرب میں ایسا مکمل اقتدار عطا کر کے دکھا دیا کہ آپ ﷺ کی مزاحمت کرنے والی کوئی طاقت وہاں نہ ٹھہر سکی اور آپ ﷺ کے دین کے سوا کسی دین کے لئے وہاں گنجائش نہ رہی۔ عرب کی تاریخ میں اس سے پہلے کوئی نظیر اس کی موجود نہ تھی۔ بعض مفسرین نے خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ آیت مدینہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے راستہ میں نازل ہوئی تھی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ وہ آپ ﷺ کو پھر مکہ واپس پہنچائے گا۔ (تفہیم القرآن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ العنکبوت (29)

آیت نمبر (1 تا 7)

ترجمہ:

الٓمّٓ ﴿١﴾	اَحَسِبَ	النَّاسُ	اَنْ يُّتْرَكُوْٓا	اَنْ	يَّقُوْلُوْٓا	اٰمَنَّا
-	کیا گمان کیا	لوگوں نے	، کہ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے	(اس لئے) کہ	وہ کہتے ہیں	ہم ایمان لائے
وَهُمْ	لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿٢﴾	وَلَقَدْ فَتَنَّا	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	فَلَيَعْلَمَنَّ	اللّٰهُ
اور وہ لوگ	آزمائے نہ جائیں گے	اور بیشک ہم آزما چکے ہیں	اُن کو جو	ان سے پہلے تھے	تو لازماً جان لے گا	اللہ
الَّذِيْنَ	صَدَقُوْا	وَلَيَعْلَمَنَّ	الْكٰذِبِيْنَ ﴿٣﴾	اَمْ حَسِبَ	الَّذِيْنَ	يَعْمَلُوْنَ
ان کو جنہوں نے	سچ کہا	اور وہ لازماً جان لے گا	جھوٹ کہنے والوں کو	یا گمان کیا	ان لوگوں نے جو	عمل کرتے ہیں
السَّيِّاٰتِ	اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ	سَآءَ	مَا	يَحْكُمُوْنَ ﴿٤﴾	مَنْ كَانَ	يَرْجُوْا
برائیوں کے	کہ وہ بھاگ نکلیں گے ہم سے	برا ہے	وہ جو	وہ لوگ فیصلہ کرتے ہیں	جو ہے (کہ)	امید رکھتا ہے
لِقَآءَ اللّٰهِ	فَاِنَّ	اَجَلَ اللّٰهِ	لَاٰتٍ ؕ	وَهُوَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ ﴿٥﴾
اللہ سے ملاقات کی	تو بیشک	اللہ کا (مقرر کردہ) خاتمے کا وقت	یقیناً آنے والا ہے	اور وہ ہی	سننے والا ہے	جاننے والا ہے
وَمَنْ جَاهَدَ	فَاِنَّمَا	يُجَاهِدُ	لِنَفْسِهٖ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	لَغَنِيٌّ	
اور جو جدوجہد کرتا ہے	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ جدوجہد کرتا ہے	اپنے نفس کے (بھلے کے) لئے	بیشک اللہ	یقیناً بے نیاز ہے	
عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦﴾	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	لَنُكَفِّرَنَّ	
تمام جہانوں سے	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	نیکیوں کے	تو ہم لازماً دور کریں گے	
عَنْهُمْ	سَيِّاٰتِهِمْ	وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ	اَحْسَنَ الَّذِيْ	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٧﴾		
ان سے	ان کی برائیوں کو	اور ہم لازماً بدلہ دیں گے	اس کے بہترین سے جو	وہ عمل کیا کرتے تھے		

نوٹ۔1

مکہ میں جو شخص بھی اسلام قبول کرتا تھا اس پر مظالم کا ایک طوفان ٹوٹ پڑتا تھا۔ ان حالات نے اگرچہ راسخ الایمان صحابہ کے عزم و ثبات میں کوئی تزلزل پیدا نہ کیا تھا، لیکن انسانی فطرت کے تقاضے سے اکثر ان پر بھی ایک شدید اضطراب کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔ اس اضطرابی کیفیت کو ٹھنڈے صبر و تحمل میں تبدیل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو سمجھاتا ہے کہ ہمارے جو وعدے دنیا اور آخرت کی کامرانیوں کے لئے ہیں کوئی شخص صرف زبانی دعوائے ایمان کر کے ان کا مستحق نہیں ہوسکتا، بلکہ ہر مدعی کو لازماً آزمائشوں کی بھٹی کے گزرنا ہوگا تاکہ وہ اپنے دعوے کی صلاحیت کا ثبوت دے اور یہ بات کھل جائے (یعنی ریکارڈ پر آجائے۔ مرتب) کہ ایمان کا جو دعویٰ تھا وہ سچا تھا یا جھوٹا۔ تاریخ میں ہمیشہ یہی ہوا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

1464

آیت ۔۳۔ میں ہے کہ اللہ لازماً جان لے گا۔سوال یہ ہے کہ اللہ کو تو سچے کی سچائی اور جھوٹے کا جھوٹ خود ہی معلوم ہے، آزمائش کر کے اسے معلوم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک ایک شخص کے اندر کسی چیز کی صرف صلاحیت اور استعداد ہی ہوتی ہے، معلاً اس کا ظہور نہیں ہو جاتا، اس وقت تک از روئے عدل و انصاف نہ تو وہ کسی جزاء کا مستحق ہوتا ہے نہ کسی سزا کا۔اللہ کے ہاں انصاف اس علم کی بنیاد پر نہیں ہوتا کہ فلاں شخص چوری کا رجحان رکھتا ہے اور چوری کرے گا یا کرنے والا ہے، بلکہ اس علم کی بنیاد پر ہوتا ہے کہ اس نے چوری کر ڈالی ہے۔اسی طرح انعامات بھی اس علم کی بنیاد پر نہیں دیئے جاتے کہ فلاں شخص مجاہد بن سکتا ہے یا بنے گا، بلکہ اس علم کی بنیاد پر دیئے جاتے ہیں کہ اس نے عمل سے اللہ کی راہ میں جان لڑا کر دکھائی۔(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (8 تا 13)

ترجمہ:

وَوَصَّيْنَا	الْاِنْسَانَ	بِوَالِدَيْهِ	حُسْنًا ؕ	وَاِنْ
اور ہم نے تاکید کی	انسان کو	اس کے والدین کے بارے میں	بھلائی کی	اور اگر

جَاهَدٰكَ	لِتُشْرِكَ	بِيْ	مَا	لَيْسَ	لَكَ	بِهٖ
وہ دونوں کشمکش کریں تجھ سے	کہ تو شریک کرے	میرے ساتھ	اس کو	نہیں ہے	تیرے لئے	جس کے بارے میں

عِلْمٌ	فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ	اِلَيَّ	مَرْجِعُكُمْ	فَاُنَبِّئُكُمْ
کوئی علم	تو کہنا مت مان ان دونوں کا	میری طرف ہی	تم لوگوں کو لوٹنا ہے	پھر میں جتا دوں گا تم لوگوں کو

بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٨﴾	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ
وہ جو	تم لوگ کیا کرتے تھے	اور جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	نیکیوں کے

لَنُدْخِلَنَّهُمْ	فِي الصّٰلِحِيْنَ ﴿٩﴾	وَمِنَ النَّاسِ مَنْ	يَّقُوْلُ	اٰمَنَّا
تو ہم لازماً داخل کریں گے ان کو	نیک لوگوں میں	اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو	کہتے ہیں	ہم ایمان لائے

بِاللّٰهِ	فَاِذَآ	اُوْذِيَ	فِي اللّٰهِ	جَعَلَ	فِتْنَةَ النَّاسِ	كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ
اللہ پر	پھر جب	ان کو اذیت دی جاتی ہے	اللہ (کی راہ) میں	تو بناتے ہیں	لوگوں کی آزمائش کو	اللہ کے عذاب کی مانند

وَلَئِنْ	جَآءَ	نَصْرٌ	مِّنْ رَّبِّكَ	لَيَقُوْلُنَّ	اِنَّا كُنَّا	مَعَكُمْ ؕ
اور بیشک اگر	آئے گی	کوئی نصرت	آپ کے رب (کی طرف) سے	تو یہ لوگ لازماً کہیں گے	بیشک ہم تھے	تمہارے ساتھ

اَوَلَيْسَ اللّٰهُ	بِاَعْلَمَ	بِمَا	فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠﴾
اور کیا اللہ نہیں ہے	خوب جاننے والا	اس کو جو	تمام جہان والوں کے سینوں میں ہے

وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَلَيَعْلَمَنَّ	الْمُنٰفِقِيْنَ ﴿١١﴾
اور اللہ لازماً جان لے گا	ان کو جو	ایمان لائے	اور وہ لازماً جان لے گا	منافقوں کو

وَقَالَ الَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡا	لِلَّذِيۡنَ	اٰمَنُوا	اتَّبِعُوۡا	1464 سَبِيۡلَنَا
اور کہاان لوگوں نے جنہوں نے	انکار کیا	ان لوگوں سے جو	ایمان لائے	تم لوگ پیروی کرو	ہمارے راستے کی
وَلۡنَحۡمِلۡ	خَطٰيٰكُمۡ ؕ	وَ	مَا هُمۡ	بِحٰمِلِيۡنَ	مِنۡ خَطٰيٰهُمۡ
اور ضروری ہوگا کہ ہم اٹھالیں	تمہاری غلطیوں کو	حالانکہ	وہ نہیں ہیں	اٹھانے والے	ان کی غلطیوں میں سے
مِّنۡ شَىۡءٍ ؕ	اِنَّهُمۡ	لَـكٰذِبُوۡنَ ﴿۱۲﴾	وَلَيَحۡمِلُنَّ	اَثۡقَالَهُمۡ	وَاَثۡقَالًا
کچھ بھی	بیشک یہ لوگ	یقیناً جھوٹے ہیں	اور یہ لوگ لازماً اٹھائیں گے	اپنے بوجھ	اور کچھ (دوسرے) بوجھ
مَّعَ اَثۡقَالِهِمۡ	وَلَيُسۡـَٔلُنَّ	يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ	عَمَّا	كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۱۳﴾ ع	
اپنے بوجھوں کے ساتھ	اور ان سے لازماً پوچھا جائے گا	قیامت کے دن	اس کے بارے میں جو	یہ لوگ گھڑا کرتے تھے	

نوٹ۔1

ماں باپ کے حقوق ہر دین میں مسلّم رہے ہیں اس وجہ سے اس حق سے والدین نے بسا اوقات غلط فائدہ بھی اٹھایا ہے کہ اپنے حق کے نام پر انہوں نے اپنی اولاد کو خدا کے حقوق سے روکنے کی کوشش کی ہے۔ یہی صورتحال ان نوجوانوں کو بھی پیش آئی جو نبی ﷺ پر ایمان لائے اور اسلام لانے کے جرم میں وہ بھی اپنے والدین اور سرپرستوں کے ظلم وستم کے ہدف بنے۔ اس صورتحال کا تقاضہ یہ ہوا کہ اس باب میں نوجوانوں کو واضح حدایت دے دی جائے کہ والدین اگر ان کے دین کے معاملہ میں مداخلت کریں تو ان کی اطاعت نہ کی جائے۔ جب والدین کو یہ حق حاصل نہیں تو پھر دوسروں کے لئے اس حق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ اسلام میں قانون ہے کہ لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ۔ یعنی خالق کے حکم کے خلاف کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

(تدبر قرآن)

نوٹ۔2

کفارمکہ مسلمانوں سے کہتے کہ تم لوگ بلاوجہ عذابِ آخرت کے خوف سے ہمارے طریقہ پر نہیں چلتے، لو ہم ذمہ داری لیتے ہیں، اگر تمہاری ہی بات سچی ہوئی تو تمہارے گناہوں کا بوجھ ہم اٹھالیں گے تم پر آنچ بھی نہ آئے گی۔ آیت۔ ۱۲۔ ۱۳۔ میں حق تعالیٰ نے اس کا حوالہ دے کر ایک تو یہ فرمایا کہ ایسا کہنے والے بالکل جھوٹے ہیں۔ دوسری بات یہ فرمائی کہ ان لوگوں کا یہ کہنا تو جھوٹ ہے کہ وہ تمہارے گناہوں کا بوجھ اٹھا کر تمہیں سبکدوش کر دیں گے، البتہ یہ ضرور ہوگا کہ تم کو بہکانا خود ایک بڑا گناہ ہے۔ اس لئے ان پر اپنے اعمال کا بھی وبال ہوگا اور جن کو بہکایا تھا ان کا بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہدایت کی طرف لوگوں کو دعوت دے تو جتنے لوگ اس کی دعوت کی وجہ سے ہدایت پر عمل کریں گے ان سب کے عمل کا ثواب اس داعی کے نامہ اعمال میں بھی لکھا جائے گا، بغیر اس کے کہ عمل کرنے والوں کے اجر و ثواب میں کوئی کمی کی جائے اور جو شخص کسی گمراہی اور گناہ کی طرف دعوت دے تو جتنے لوگ اس کے کہنے سے اس گمراہی میں مبتلا ہوں گے ان سب کا گناہ اس شخص پر بھی پڑے گا بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے وبال وعذاب میں کوئی کمی ہو۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (14 تا 18)

ترجمہ:

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا	نُوۡحًا	اِلٰى قَوۡمِهٖ	فَلَبِثَ	فِيۡهِمۡ	اَلۡفَ سَنَةٍ
اور یقیناً ہم بھیج چکے	نوحؑ کو	انکی قوم کی طرف	تو وہ رہے	ان میں	ایک ہزار سال

ظٰلِمُوْنَ ⑭	هُمْ	وَ	الطُّوْفَانُ	فَاَخَذَهُمُ	خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ	اِلَّا
ظلم کرنے والے تھے	وہ لوگ	اس حال میں کہ	طوفان نے	پھر پکڑا ان کو	پچاس سالوں کے	سوائے

لِّلْعٰلَمِيْنَ ⑮	اٰيَةً	وَجَعَلْنٰهَآ	وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ	فَاَنْجَيْنٰهُ
تمام جہان والوں کے لئے	ایک نشانی	اور ہم نے بنایا اس (کشتی) کو	اور کشتی والوں کو	پھر ہم نے نجات دی ان کو

وَاتَّقُوْهُ ؕ	اللّٰهَ	اعْبُدُوا	لِقَوْمِهِ	اِذْ قَالَ	وَاِبْرٰهِيْمَ
اور تقویٰ اختیار کرو اس کا	اللہ کی	تم لوگ بندگی کرو	اپنی قوم سے	جب انہوں نے کہا	اور (یقیناً ہم بھیج چکے) ابراہیمؑ کو

اِنَّمَا	تَعْلَمُوْنَ ⑯	اِنْ كُنْتُمْ	لَّكُمْ	ذٰلِكُمْ خَيْرٌ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	جانتے ہو	اگر تم لوگ	تمہارے لئے	یہ بہتر ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ	اِفْكًا ؕ	وَّتَخْلُقُوْنَ	اَوْثَانًا	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	تَعْبُدُوْنَ
بیشک وہ لوگ جن کی	جھوٹ کو	اور تم لوگ تخلیق کرتے ہو	بتوں کی	اللہ کے علاوہ	تم لوگ بندگی کرتے ہو

فَابْتَغُوْا	رِزْقًا	لَكُمْ	لَا يَمْلِكُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	تَعْبُدُوْنَ
بیشک وہ لوگ جن کی	جھوٹ کو	اور تم لوگ تخلیق کرتے ہو	بتوں کی	اللہ کے علاوہ	تم لوگ بندگی کرتے ہو

اِلَيْهِ	وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ	وَاعْبُدُوْهُ	الرِّزْقَ	عِنْدَ اللّٰهِ
اس کی طرف ہی	اور شکر ادا کرو اس کا	اور بندگی کرو اس کی	رزق کو	اللہ کے پاس

اُمَمٌ	فَقَدْ كَذَّبَ	وَاِنْ تُكَذِّبُوْا	تُرْجَعُوْنَ ⑰
کچھ امتیں	تو جھٹلا چکی ہیں	اور اگر تم لوگ جھٹلاتے ہو	تم لوگ لوٹائے جاؤ گے
الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ⑱	اِلَّا	وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ	مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ
واضح طور پر پہنچا دینا	مگر	اور نہیں ہے یہ رسول پر	تم لوگوں سے پہلے

نوٹ۔1

یہاں سے انبیاء اور ان کی قوموں کے قصے جس مناسبت سے بیان کئے جا رہے ہیں ان کو سمجھنے کے لئے سورہ کی ابتدائی آیات کو نگاہ میں رکھنا چاہئے۔ وہاں ایک طرف اہل ایمان سے فرمایا گیا کہ ہم نے ان سب اہل ایمان کو آزمائش میں ڈالا ہے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ دوسری طرف ظالم کافروں سے فرمایا کہ تم اس غلط فہمی میں نہ رہو کہ تم ہم سے بازی لے جاؤ گے اور ہماری گرفت سے بچ نکلو گے۔ انہی دو باتوں کو ذہن نشین کرانے کے لئے یہ تاریخی واقعات بیان کئے جا رہے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں عمروں کا اوسط آج کی نسبت بہت زیادہ تھا۔ حضرت نوحؑ کے والد کی عمر۔773۔ برس کی ہوئی۔ ان کے دادا کی عمر۔969 برس، ان کے دوسرے اجداد میں سے کسی کی عمر۔962۔ برس اور کسی کی 895۔ برس مذکور ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نوحؑ کی عمر اس دور کی اوسط عمر کے بالکل مطابق ہے۔ (تدبر قرآن)

1464

آیت نمبر (19 تا 23)

ترجمہ:

اَوَ لَمۡ يَرَوۡا	كَيۡفَ يُبۡدِئُ	اللّٰهُ	الۡخَلۡقَ	ثُمَّ	يُعِيۡدُهٗ
اور کیا انہوں نے غور نہیں کیا	کیسے ابتداء کرتا ہے	اللہ	تخلیق کی	پھر	وہ دہرائے گا اس کو

اِنَّ ذٰلِكَ	عَلَى اللّٰهِ	يَسِيۡرٌ ۝١٩	قُلۡ	سِيۡرُوۡا	فِى الۡاَرۡضِ	فَانْظُرُوۡا
بیشک یہ	اللہ پر	آسان ہے	آپ کہئے	تم لوگ گھومو پھرو	زمین میں	تو دیکھو

كَيۡفَ بَدَاَ	الۡخَلۡقَ	ثُمَّ اللّٰهُ	يُنۡشِئُ	النَّشۡاَةَ الۡاٰخِرَةَ	اِنَّ اللّٰهَ
کیسے اس نے ابتداء کی	تخلیق کی	پھر اللہ	اٹھائے گا	آخری اٹھان	بیشک اللہ

عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ	قَدِيۡرٌ ۝٢٠	يُعَذِّبُ	مَنۡ	يَّشَآءُ	وَيَرۡحَمُ	مَنۡ
ہر چیز پر	قادر ہے	وہ عذاب دیتا ہے	اس کو جسے	وہ چاہتا ہے	اور وہ رحم کرتا ہے	اس پر جس پر

يَّشَآءُ	وَاِلَيۡهِ	تُقۡلَبُوۡنَ ۝٢١	وَمَاۤ اَنۡتُمۡ	بِمُعۡجِزِيۡنَ	فِى الۡاَرۡضِ
وہ چاہتا ہے	اور اس کی طرف ہی	تم لوگ پلٹائے جاؤ گے	اور تم لوگ نہیں ہو	عاجز کرنے والے	زمین میں

وَلَا فِى السَّمَآءِ	وَمَا لَـكُمۡ	مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ	مِنۡ وَّلِىٍّ	وَّلَا نَصِيۡرٍ ۝٢٢
اور نہ ہی آسمان میں	اور تمہارے لئے نہیں ہے	اللہ کے سوا	کوئی بھی کارساز	اور نہ کوئی مددگار
وَالَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡا	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	وَلِقَآئِهٖۤ	اُولٰۤئِكَ
اور جن لوگوں نے	انکار کیا	اللہ کی آیات کا	اور اس کی ملاقات کا	وہ لوگ ہیں
يَئِسُوۡا	مِنۡ رَّحۡمَتِىۡ	وَاُولٰۤئِكَ	لَهُمۡ	عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝٢٣
جو مایوس ہوئے	میری رحمت سے	اور وہ لوگ ہیں	جن کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے

نوٹ۔1

زیر مطالعہ آیت۔19۔ سے آیت۔23 تک ایک جملہ معترضہ ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے قصے کا سلسلہ منقطع کر کے اللہ تعالیٰ نے کفارِ مکہ کو خطاب کر کے فرمایا ہے۔ (تفہیم القرآن)۔ اور اس دنیا کے مظاہر پر غور کرنے کی دعوت دی ہے کہ توحید، قیامت اور جزاء وسزا کے لئے باہر سے دلیل ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس دنیا کے شب وروز کے مشاہدات میں ان میں سے ہر چیز کی شہادت موجود ہے۔ فرمایا کہ اس زمین میں چلو پھرو اور غور کی نگاہ سے دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کس طرح خلق کا آغاز فرماتا ہے اور پھر اس کو فنا کر کے اس کو دوبارہ اٹھا کھڑا کرتا ہے۔ ایک قوم کو وجود بخشتا ہے اور پھر اس کو مٹا کر اس کی جگہ دوسری قوم کو لاتا ہے۔ رات کے بعد دن نمودار کرتا ہے۔ خزاں کے بعد بہار آتی ہے۔ یہ سارے مشاہدات وہ اسی لئے کرا رہا ہے کہ انسان مرنے کے بعد کی زندگی کو بعید از امکان تصور نہ کرے۔ یہ باتیں غائب کے اسلوب میں بیان کرنے کے بعد آیت۔22 میں قریش کو خطاب کر کے فرمایا کہ جب وہ تم کو پکڑنا چاہے گا تو تم اس کی پکڑ سے نہ زمین میں بچ سکو گے نہ آسمان میں۔ نہ یہاں تمہارا کوئی کارساز ہوگا نہ آخرت میں کوئی حامی ہوگا۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (24 تا 27)

ترجمہ:

فَمَا كَانَ	جَوَابَ قَوْمِهٖٓ	اِلَّآ اَنْ	قَالُوا	اقْتُلُوْهُ
تو نہیں تھا	ان کی قوم کا جواب	سوائے اس کے کہ	ان لوگوں نے کہا	تم لوگ قتل کرو اس کو

اَوْ حَرِّقُوْهُ	فَاَنْجٰىهُ	اللّٰهُ	مِنَ النَّارِ	اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ
یا جلا کر بھسم کر دو اس کو	تو نجات دی ان کو	اللہ نے	آگ سے	بیشک اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ	يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٢٤﴾	وَقَالَ	اِنَّمَا	اتَّخَذْتُمْ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
ایسی قوم کے لئے جو	ایمان لاتے ہیں	اور (ابراہیمؑ نے) کہا	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	تم لوگوں نے بنائے	اللہ کے سوا

اَوْثَانًا	مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
کچھ بت	تمہارے مابین کی دوستی (کا ذریعہ) ہوتے ہوئے	دنیوی زندگی میں	پھر قیامت کے دن

يَكْفُرُ	بَعْضُكُمْ	بِبَعْضٍ	وَّيَلْعَنُ	بَعْضُكُمْ	بَعْضًا	وَّمَاْوٰىكُمُ
انکار کرے گا	تم میں کا کوئی	کسی کا	اور لعنت کرے گا	تم میں کا کوئی	کسی کو	اور تم لوگوں کا ٹھکانہ

النَّارُ	وَمَا لَكُمْ	مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٢٥﴾	فَاٰمَنَ	لَهٗ	لُوْطٌ
آگ ہے	اور تمہارے لئے نہیں ہے	کوئی بھی مددگار	تو بات مان لی	انؑ کی	لوطؑ نے

وَقَالَ	اِنِّيْ مُهَاجِرٌ	اِلٰى رَبِّيْ	اِنَّهٗ	هُوَ الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ ﴿٢٦﴾
اور (ابراہیمؑ نے) کہا	کہ میں ہجرت کرنے والا ہوں	اپنے رب کی طرف	یقیناً وہ	ہی بالادست ہے	حکمت والا ہے

وَوَهَبْنَا لَهٗ	اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ	وَجَعَلْنَا	فِيْ ذُرِّيَّتِهِ	النُّبُوَّةَ	وَالْكِتٰبَ
اور ہم نے عطا کیا انؑ کو	اسحاقؑ اور یعقوبؑ	اور ہم نے بنائی (رکھ دی)	انؑ کی اولاد میں	نبوت	اور کتاب

وَاٰتَيْنٰهُ	اَجْرَهٗ	فِي الدُّنْيَا	وَاِنَّهٗ	فِي الْاٰخِرَةِ	لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٢٧﴾
اور ہم نے دیا انؑ کو	انؑ کا اجر	دنیا میں	اور بیشک وہ	آخرت میں	یقیناً صالحین میں سے ہیں

نوٹ۔1

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ۔ یہاں تصدیق وتائید کے مفہوم میں ہے۔ لوطؑ، حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے۔ وہ خود منصب رسالت پر فائز اور اپنی قوم کی دعوت پر مامور تھے۔ یہاں ان کی تصدیق وتائید کا حوالہ اس لئے دیا ہے کہ یہ حقیقت واضح ہوجائے کہ حضرت ابراہیمؑ جیسے جلیل القدر نبی پر بھی ایک وقت ایسا گزرا ہے کہ ان کی دعوت میں ان کی ہمنوائی کرنے والا حضرت لوطؑ کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں تھا لیکن بالآخر وہ وقت بھی آیا کہ ان کی دعوت کی صدائے بازگشت دنیا کے کونے کونے سے اٹھی۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔2

حضرت اسحاقؑ، حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے تھے اور حضرت یعقوبؑ پوتے تھے۔ یہاں حضرت ابراہیمؑ کے دوسرے بیٹوں کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا کہ ان کی اولاد کی مدین والی شاخ میں صرف شعیبؑ مبعوث ہوئے اور اسمٰعیلؑ کی شاخ میں محمد ﷺ تک ڈھائی ہزار سال کی مدت میں کوئی نبی نہیں آیا۔ جبکہ نبوت اور کتاب کی نعمت حضرت عیسیٰؑ تک مسلسل اس شاخ کو عطا ہوتی رہی جو حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ سے چلی تھی۔ البتہ ان کا ذکر کرنے کے بعد جب یہ فرمایا کہ نبوت اور کتاب ابراہیمؑ کی ذریت میں رکھ دی تو اس میں وہ تمام انبیاء آگئے جو نسل ابراہیمی کی سب شاخوں میں مبعوث ہوئے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔3

آیت۔27۔میں در پردہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور مسلمانوں کے لئے بشارت ہے۔یہ سورہ مکی زندگی کے اس دور میں نازل ہوئی ہے جب مسلمانوں پر کفار نے عرصہ حیات بالکل تنگ کر دیا تھا اور مسلمانوں کے لئے ہجرت کے سوا کوئی اور راہ باقی نہیں رہ گئی تھی۔ان حالات میں ابراہیمؑ کی ہجرت کو نمایاں کر کے ان کو تسلی تھی کہ اگر یہ مرحلہ پیش آتا ہے اور اپنے رب کی خاطر تم اپنی قوم کو چھوڑ و گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے دنیا اور آخرت دونوں میں اچھے ساتھ پیدا کرے گا۔

آیت نمبر(28تا32)

ترجمہ:

وَلُوطًا	اِذْ قَالَ	لِقَوْمِهٖٓ	اِنَّكُمْ	لَتَاْتُوْنَ
اور(یقیناً ہم بھیج چکے)لوطؑ کو	جب انہوں نے کہا	اپنی قوم سے	بیشک تم لوگ	یقیناً کرتے ہو

الْفَاحِشَةَ	مَاسَبَقَكُمْ	بِهَا	مِنْ اَحَدٍ	مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾	اَئِنَّكُمْ
وہ بے حیائی	تم سے پہلے نہیں کیا	جس کو	کسی ایک نے بھی	تمام جہاں والوں میں سے	کیا بیشک تم لوگ

لَتَاْتُوْنَ	الرِّجَالَ	وَتَقْطَعُوْنَ	السَّبِيْلَ	وَتَاْتُوْنَ	فِيْ نَادِيْكُمُ
واقعی آتے ہو	مردوں کے پاس	اور کاٹتے ہو	راستہ کو	اور تم لوگ کرتے ہو	اپنی مجلس میں

الْمُنْكَرَ	فَمَا كَانَ	جَوَابَ قَوْمِهٖٓ	اِلَّآ اَنْ	قَالُوا	ائْتِنَا
برائی	تو نہیں تھا	ان کی قوم کا جواب	سوائے اس کے کہ	انہوں نے کہا	تو لے آ

بِعَذَابِ اللّٰهِ	اِنْ كُنْتَ	مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾	قَالَ	رَبِّ	انْصُرْنِيْ
اللہ کا عذاب	اگر تو ہے	سچ کہنے والوں میں سے	(لوطؑ نے) کہا	اے میرے رب	تو مدد کر میری

عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾	وَلَمَّا جَآءَتْ	رُسُلُنَآ	اِبْرٰهِيْمَ	بِالْبُشْرٰى
نظم بگاڑنے والی قوم کے خلاف	اور جب آئے	ہمارے رسول (فرشتے)	ابراہیمؑ کے پاس	خوشخبری کے ساتھ

قَالُوْٓا	اِنَّا	مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ	اِنَّ اَهْلَهَا	كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾
تو انہوں نے کہا	کہ ہم	اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کرنے والے ہیں	بیشک اس کے لوگ	ظلم کرنے والے ہیں

قَالَ	اِنَّ فِيْهَا	لُوْطًا	قَالُوْا	نَحْنُ اَعْلَمُ	بِمَنْ	فِيْهَا
(ابراہیمؑ نے) کہا	یقیناً اس میں (تو)	لوطؑ ہیں	(فرشتوں نے) کہا	ہم زیادہ جاننے والے ہیں	اس کو جو	اس میں ہے

لَنُنَجِّيَنَّهٗ	وَاَهْلَهٗٓ	اِلَّا امْرَاَتَهٗ	كَانَتْ	مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾
ہم لازماً نجات دیں گے انؑ کو	اور انؑ کے گھر والوں کو	سوائے انؑ کی عورت کے	وہ ہے	پیچھے رہ جانے والوں میں سے

نوٹ۔1

بُشْرٰی سے مراد وہ بشارت ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو دی، جس کا ذکر آیت میں گزر چکا ہے۔[1464] جو فرشتے ابراہیمؑ کے لئے بیٹے اور پوتے کی بشارت لے کر آئے وہی فرشتے قوم لوطؑ کے لئے عذاب کا تازیانہ لے کر آئے۔ اس میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس رحمت و نقمت دونوں ہیں۔ جس طرح ایک ہی بارش کو وہ کسی کے لئے عذاب اور کسی کے لئے رحمت بنا دیتا ہے، اس سے مشرک قوموں کے اس واہمہ کی تردید ہو رہی ہے، جس میں وہ کائنات کے اندر اضداد کے وجود کے سبب سے مبتلا ہوئیں اور انہوں نے خیر و شر کے الگ الگ دیوتا مان کر ان کی الگ الگ عبادت شروع کر دی۔ (تدبر قرآن)

شاید ہلاکت کی خبر کے ساتھ بیٹے کی بشارت دینے کا مطلب یہ ہو کہ ایک قوم سے اگر خدا کی زمین خالی کی جانے والی ہے تو دوسری طرف حق تعالیٰ ایک عظیم الشان قوم ''بنی اسرائیل'' کی بنیاد ڈالنے والا ہے۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

آیت نمبر (33 تا 35)

ترجمہ:

وَلَمَّآ اَنْ	جَآءَتْ	رُسُلُنَا	لُوْطًا	سِیْٓءَ	بِهِمْ
اور جیسے ہی	پہنچے	ہمارے رسول (فرشتے)	لوطؑ کے پاس	تو ان کو برا لگایا گیا	ان (کے آنے) سے
وَضَاقَ	بِهِمْ	ذَرْعًا	وَّقَالُوْا	لَا تَخَفْ	وَلَا تَحْزَنْ قف
اور وہ تنگ ہوئے	ان (کے آنے) سے	بلحاظ کمزوری کے	اور (فرشتوں نے) کہا	آپؑ مت ڈریں	اور غمگین مت ہوں

اِنَّا	مُنَجُّوْكَ	وَاَهْلَكَ	اِلَّا امْرَاَتَكَ	كَانَتْ
بیشک ہم	نجات دینے والے ہیں آپؑ کو	اور (نجات دیں گے) آپؑ کے گھر والوں کو	سوائے آپؑ کی عورت کے	وہ ہے

مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۳۳﴾	اِنَّا	مُنْزِلُوْنَ	عَلٰٓی اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ	رِجْزًا
پیچھے رہ جانے والوں میں سے	بیشک ہم	نازل کرنے والے ہیں	اس بستی کے لوگوں پر	ایک عذاب

مِّنَ السَّمَآءِ	بِمَا	كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾	وَلَقَدْ تَّرَكْنَا
آسمان سے	بسبب اس کے جو	یہ لوگ نافرمانی کرتے تھے	اور بیشک ہم نے چھوڑا ہے
مِنْهَآ	اٰیَةًۢ بَیِّنَةً	لِّقَوْمٍ	یَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾
اس (بستی) میں	ایک کھلی نشانی	ایسی قوم کے لئے جو	عقل (استعمال) کرتی ہے

نوٹ۔1

کھلی نشانی سے مراد بحیرہ مردار ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر کفار مکہ کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے کہ اس قوم پر جو عذاب آیا تھا اس کی ایک نشانی آج بھی شاہراہ عام پر موجود ہے جسے تم شام کی طرف اپنے تجارتی سفروں میں جاتے ہوئے شب و روز دیکھتے ہو۔ موجودہ زمانے میں یہ بات تسلیم کی جا رہی ہے کہ بحیرہ مردار کا جنوبی حصہ ایک ہولناک زلزلہ کی وجہ سے زمین میں دھنس جانے کی وجہ سے وجود میں آیا ہے اور اسی دھنسے ہوئے حصے میں قوم لوطؑ کا مرکزی شہر سدوم واقع تھا۔ اس حصے میں پانی کے نیچے کچھ ڈوبی ہوئی بستیوں کے آثار بھی پائے جاتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (36 تا 39)

ترجمہ:

وَاِلٰی مَدْيَنَ	اَخَاهُمْ شُعَيْبًا	فَقَالَ	يٰقَوْمِ	اعْبُدُوا
اور مدین کی طرف	(ہم بھیج چکے) ان کے بھائی شعیبؑ کو	تو انہوںؑ نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو

اللّٰهَ	وَارْجُوا	الْيَوْمَ الْاٰخِرَ	وَلَا تَعْثَوْا	فِي الْاَرْضِ	مُفْسِدِيْنَ ۝٣٦
اللہ کی	اور تم لوگ امید رکھو	آخری دن (قیامت) کی	اور تم لوگ انتشار مت پھیلاؤ	زمین میں	نظم بگاڑنے والے ہوتے ہوئے

فَكَذَّبُوْهُ	فَاَخَذَتْهُمُ	الرَّجْفَةُ	فَاَصْبَحُوْا	فِيْ دَارِهِمْ
پھر اُن لوگوں نے جھٹلایا انؑ کو	تو پکڑا ان لوگوں کو	زلزلے نے	نتیجۃً وہ ہو گئے	اپنے (اپنے) گھر میں

جٰثِمِيْنَ ۝٣٧	وَعَادًا	وَّثَمُوْدَاۡ	وَقَدْ تَّبَيَّنَ	لَكُمْ	مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ
اوندھے منہ گرے ہوئے	اور (ہم نے ہلاک کیا) عاد کو	اور ثمود کو	اور واضح ہو چکا	تمہارے لئے	ان کے مکانوں سے

وَزَيَّنَ	لَهُمُ	الشَّيْطٰنُ	اَعْمَالَهُمْ	فَصَدَّهُمْ	عَنِ السَّبِيْلِ	وَكَانُوْا
اور سجایا	ان کے لئے	شیطان نے	ان کے اعمال کو	پھر اس نے روک دیا ان کو	اس (صحیح) راستہ سے	حالانکہ وہ لوگ تھے

مُسْتَبْصِرِيْنَ ۝٣٨	وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ	وَلَقَدْ جَآءَهُمْ
غور و فکر کرنے والے	اور (ہم نے ہلاک کیا) قارون کو اور فرعون اور ہامان کو	اور بیشک آ چکے تھے ان کے پاس

مُّوْسٰى	بِالْبَيِّنٰتِ	فَاسْتَكْبَرُوْا	فِي الْاَرْضِ	وَمَا كَانُوْا	سٰبِقِيْنَ ۝٣٩
موسیٰؑ	واضح (نشانیوں) کے ساتھ	پھر وہ بڑے بنے	زمین میں	اور وہ نہیں تھے	بھاگ نکلنے والے

نوٹ۔1

ان کے مکانوں سے تمہارے لئے واضح ہو چکا ہے۔ یہ قریش کو توجہ دلائی گئی ہے کہ قوم لوطؑ کی طرح ان بستیوں کے آثار بھی تم سے مخفی نہیں ہیں۔ تم اپنے تجارتی سفروں میں ان کے کھنڈروں پر سے گزرتے ہو اور اندازہ کر سکتے ہو کہ ماضی میں وہ کس شان و شوکت کے مالک تھے، لیکن اب ان کھنڈروں کے سوا ان کی کہانی سنانے والا کوئی نہیں ہے۔ (تدبر قرآن) ۔عرب کے جن علاقوں میں عاد اور ثمود آباد تھے ان سے عرب کا بچہ بچہ واقف تھا۔ جنوبی عرب کا علاقہ جو اب احقاف، یمن اور حضر موت کے نام سے معروف ہے یہ عاد کا مسکن تھا۔ حجاز کے شمالی حصہ میں رابغ سے عقبہ تک اور مدینہ و خیبر سے تیما اور تبوک تک کا سارا علاقہ آج بھی ثمود کے آثار سے بھرا ہوا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ کا مطلب یہ ہے کہ یوں تو وہ بڑے زیرک و ہوشیار، تعمیر و تمدن اور حکومت و سیاست میں بڑے ماہر تھے، لیکن ان کی یہ ہوشیاری ان کو شیطان کے پھندوں سے نہ بچا سکی۔ اس نے ان کے دنیوی انہماک کو اس طرح ان کی نگاہوں میں کھبا دیا کہ ان کی آنکھیں خدا اور آخرت کی طرف سے بند ہو گئیں اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اصل شاہراہ سے منحرف ہو گئے اور ہلاکت کے کھڈ میں جا گرے۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مجرد سائنس اور تمدن میں کسی قوم کا عروج اس بات کی شہادت نہیں ہے کہ وہ زندگی کی صحیح شاہراہ پر گامزن ہے، جیسا کہ عام طور پر بے بصیرت لوگ سمجھتے ہیں بلکہ یہ صرف اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کی ایک آنکھ کھلی ہوئی ہے جو اس دنیا کو دیکھتی ہے، لیکن دوسری آنکھ جو اس دنیا کی پس پردہ حقیقتوں کو دیکھتی ہے اگر وہ کھلی ہوئی نہ ہو تو تمام علم و سائنس کے باوجود شیطان اس کو ہلاکت کے ایسے کھڈ میں گراتا ہے جس سے اس کو نکلنا نصیب نہیں ہوتا۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (40 تا 44)

ترجمہ:

فَكُلًّا	اَخَذْنَا	بِذَنْۢبِهٖ ۚ	فَمِنْهُمْ مَّنْ	اَرْسَلْنَا	عَلَيْهِ
پھر سب کو	ہم نے پکڑا	اس کے گناہ کے سبب سے	تو ان میں وہ بھی ہے	ہم نے بھیجا	جس پر

حَاصِبًا ۚ	وَمِنْهُمْ مَّنْ	اَخَذَتْهُ	الصَّيْحَةُ ۚ	وَمِنْهُمْ مَّنْ
کنکریاں مارنے والی تند ہوا کو	اور ان میں وہ بھی ہے	جس کو پکڑا	چنگھاڑ نے	اور ان میں وہ بھی ہے

خَسَفْنَا	بِهِ	الْاَرْضَ ۚ	وَمِنْهُمْ مَّنْ	اَغْرَقْنَا ۚ	وَمَا كَانَ اللّٰهُ
ہم نے دھنسا دیا	جس کے ساتھ	زمین کو	اور ان میں وہ بھی ہے جو کو	ہم نے غرق کیا	اور اللہ نہیں ہے

لِيَظْلِمَهُمْ	وَلٰكِنْ	كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾	مَثَلُ الَّذِيْنَ
کہ وہ ظلم کرے ان پر	اور لیکن	وہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کیا کرتے تھے	ان لوگوں کی مثال جنہوں نے

اتَّخَذُوْا	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اَوْلِيَآءَ	كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ	اِتَّخَذَتْ	بَيْتًا ۭ
بنائے	اللہ کے علاوہ	کچھ کارساز	مکڑی کی مثال کی مانند ہے	اس (مکڑی) نے بنایا	ایک گھر

وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ	لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ	لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾
اور بیشک گھروں کا سب سے کمزور	یقیناً مکڑی کا گھر ہے	کاش وہ لوگ جانتے ہوتے

اِنَّ اللّٰهَ	يَعْلَمُ	مَا	يَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِهٖ	مِنْ شَيْءٍ ۭ	وَهُوَ الْعَزِيْزُ
بیشک اللہ	جانتا ہے	اس کو جس کو	یہ لوگ پکارتے ہیں	اس کے علاوہ	کسی چیز میں سے	اور وہی بالا دست ہے

الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾	وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ	نَضْرِبُهَا	لِلنَّاسِ ۚ	وَمَا يَعْقِلُهَآ
حکمت والا ہے	اور یہ مثالیں	ہم بیان کرتے ہیں ان کو	لوگوں کے لئے	اور نہیں سمجھتے ان کو

اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾	خَلَقَ اللّٰهُ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ
مگر علم والے لوگ	پیدا کیا اللہ نے	آسمانوں کو	اور زمین کو

بِالْحَقِّ ۭ	اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۴﴾
حق کے ساتھ	بیشک اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں	ایمان لانے والوں کے لئے

نوٹ۔1

اوپر بیان کردہ تاریخی حقائق سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی نہیں ہے۔ مشرکین نے خدا کے سوا جو سہارے ڈھونڈ ھے تھے وہ سب جھوٹے ثابت ہوئے اور جس طرح یہ اس دنیا میں جھوٹے ثابت ہوئے اسی طرح آخرت میں بھی جھوٹے ثابت ہوں گے اور جو لوگ اپنے فرضی دیوتاؤں کی سفارش پر تکیہ کئے بیٹھے ہیں ان پر یہ حقیقت واضح ہوجائے گی کہ جس سہارے کو انہوں نے قلعہ کی دیوار سمجھا اس کی حقیقت مکڑی کے جالے سے زیادہ نہیں تھی۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (45تا49)

خ ط ط

(ل) خطّا لکیر کھینچنا۔کوئی عبارت لکھنا۔زیر مطالعہ آیت۔48

ترجمہ:

اُتْلُ	مَآ	اُوْحِيَ	اِلَيْكَ	مِنَ الْكِتٰبِ	وَاَقِمِ	الصَّلٰوةَ ۭ
آپ پڑھئے	اس کو جو	وحی کیا گیا	آپ کی طرف	کتاب میں سے	اور آپ قائم رکھئے	نماز کو

اِنَّ الصَّلٰوةَ	تَنْهٰى	عَنِ الْفَحْشَاۗءِ	وَالْمُنْكَرِ ۭ	وَلَذِكْرُ اللّٰهِ	اَكْبَرُ ۭ
یقیناً نماز	روکتی ہے	بے حیائی سے	اور برائی سے	اور یقیناً اللہ کی یاد	سب سے بڑی (چیز) ہے

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ	مَا	تَصْنَعُوْنَ ۝45	وَلَا تُجَادِلُوْٓا	اَهْلَ الْكِتٰبِ	اِلَّا	بِالَّتِيْ
اور اللہ جانتا ہے	اس کو جو	تم لوگ ہنرمندی کرتے ہو	اور تم لوگ مناظرہ مت کرو	اہل کتاب سے	مگر	اس (طریقہ) سے جو کہ

هِيَ	اَحْسَنُ ڰ	اِلَّا الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	مِنْهُمْ	وَقُوْلُوْٓا
وہی	سب سے خوبصورت ہو	سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے	ظلم کیا	ان میں سے	اور تم لوگ (یوں) کہو

اٰمَنَّا	بِالَّذِيْٓ	اُنْزِلَ	اِلَيْنَا	وَاُنْزِلَ	اِلَيْكُمْ	وَاِلٰهُنَا	وَاِلٰهُكُمْ
ہم ایمان لائے	اس پر جو	اتارا گیا	ہماری طرف	اور نازل کیا گیا	تم لوگوں کی طرف	اور ہمارا الٰہ	اور تم لوگوں کا الٰہ

وَّاحِدٌ	وَّنَحْنُ	لَهٗ	مُسْلِمُوْنَ ۝46	وَكَذٰلِكَ	اَنْزَلْنَآ	اِلَيْكَ
ایک (ہی) ہے	اور ہم لوگ	اس کی ہی	فرمانبرداری کرنے والے ہیں	اور اسی طرح	ہم نے اتارا	آپ کی طرف

الْكِتٰبَ ۭ	فَالَّذِيْنَ	اٰتَيْنٰهُمُ	الْكِتٰبَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِهٖ ۚ
اس کتاب کو	تو وہ لوگ	ہم نے دی جن کو	کتاب	وہ لوگ ایمان لائیں گے	اس (کتاب) پر

وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ	يُّؤْمِنُ	بِهٖ ۭ	وَمَا يَجْحَدُ	بِاٰيٰتِنَآ
اور ان (مکہ والوں) میں وہ بھی ہیں جو	ایمان لائیں گے	اس پر	اور انکار نہیں کرتے	ہماری آیتوں کا

اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝47	وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا	مِنْ قَبْلِهٖ	مِنْ كِتٰبٍ	وَّلَا تَخُطُّهٗ
مگر کافر لوگ	اور آپ نہیں پڑھا کرتے تھے	اس سے پہلے	کوئی سی بھی کتاب	اور نہ ہی آپ لکھتے تھے اس کو

بِيَمِيْنِكَ	اِذًا	لَّارْتَابَ	الْمُبْطِلُوْنَ ۝48	بَلْ هُوَ	اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ
اپنے داہنے ہاتھ سے	تب تو	ضرور شبہ میں پڑتے	ناحق کرنے والے	بلکہ یہ	ایسی واضح آیات ہیں جو

فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْعِلْمَ ؕ	وَمَا يَجْحَدُ	بِاٰيٰتِنَآ	اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾
اُن لوگوں کے سینوں میں ہیں جن کو	دیا گیا	علم	اور انکار نہیں کرتے	ہماری آیات کا	مگر ظلم کرنے والے لوگ

نوٹ۔1

آیت۔45۔ میں ہے کہ نماز برائی سے روکتی ہے۔ آج کل مشاہدہ یہ ہے کہ ہم پانچ وقت کی نماز بھی پڑھتے ہیں اور مختلف نوعیت کی برائیوں میں بھی ملوث ہیں، اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ۔ سوال یہ ہے کہ ہم لوگوں کو نماز برائی سے کیوں نہیں روک رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے جسم میں ہماری حیات اور ہماری کارکردگی کے لئے مختلف نظام ودیعت کئے ہیں۔ ان ہی میں سے ایک نظام کا تعلق ہماری ذہنی ساخت اور اس کی کارکردگی کے ایک Process سے ہے جس کو آج کی اصطلاح میں عمل خود تجویزی (Self suggestion) کہتے ہیں اور نماز ہمارے عمل پر اسی عمل کے ذریعہ اثر انداز ہوتی ہے۔ اب ظاہر سی بات ہے کہ جو شخص عملِ خود تجویزی کے Process کو On کر کے نماز پڑھے گا اسے وہ برائی سے روکے گی اور جو اسے Off کر کے نماز پڑھے گا اسے نہیں روکے گی۔ آگے بڑھنے سے پہلے یہ بات نوٹ کر لیں یہ میں کوئی دُور کی کوڑی نہیں لایا ہوں۔ بلکہ نماز کے برائی سے نہ روکنے کی وجہ خود اللہ تعالیٰ نے سورہ مریم میں بیان کی ہے۔ میں نے اس آیت کی ایک عام فہم تشریح آپ کے سامنے رکھی ہے سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام اور اپنے پسندیدہ بندوں کا ذکر کرنے کے بعد آیت 59 میں فرماتا ہے ''پھر جانشین ہوئے ان کے بعد کچھ ایسے جانشین جنہوں نے ضائع کیا نماز کو اور انہوں نے پیروی کی خواہشات کی تو عنقریب وہ لوگ ملیں گے گمراہی سے۔'' اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ انہوں نے نماز ترک کر دی، بلکہ فرمایا کہ انہوں نے نماز ضائع کر دی۔ اب نماز ضائع کرنے کی جو عملی شکل ہماری سمجھ میں آتی ہے اس کا ایک پہلو ہم نے واضح کیا ہے۔

عملِ خود تجویزی کیا ہے؟ اس کی وضاحت جینے کا سلیقہ کورس میں کی گئی ہے۔ یہاں اس کا خلاصہ دینا بھی طوالت کا باعث ہوگا۔ فی الحال یہ سمجھ لیں کہ انسان کی خود تجویزی کی صلاحیت کا موثر ہونا سائنسی تحقیقات اور تجربات سے ثابت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کے ذریعہ سے آج نہ صرف نفسیاتی بیماریوں کا بلکہ متعدد جسمانی بیماریوں کا کامیابی سے علاج ہو رہا ہے۔ مثلاً کسی شخص کو اگر بھوک نہ لگنے کی شکایت ہے اور وہ ماہرین کی ہدایت کے مطابق اپنے آپ سے کہتا ہے کہ ''مجھے بھوک لگی ہے، مجھے بھوک لگی ہے'' تو اسے واقعی بھوک لگ جاتی ہے۔ اس قسم کے کامیاب نتائج اس بات کا ثبوت ہیں کہ خود تجویزی کا عمل ایک موثر طاقت ہے اور نفسیاتی بیماریوں میں کامیاب نتائج سے ثابت ہوتا ہے کہ خود تجویزی کے ذریعہ ہم اپنی سوچ کو، عادتوں کو اور عمل کو نہ صرف کنٹرول کر سکتے ہیں بلکہ تبدیل کر سکتے ہیں۔

دوسری بات یہ سمجھ لیں کہ خود تجویزی کا موثر ہونا مشروط ہے۔ یعنی یہ عمل اگر ماہرین کی ہدایت کے مطابق کیا جائے گا تو موثر ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔ اس ضمن میں آج کے ماہرین جو ہدایات دیتے ہیں ان میں سے اکثر ہدایات نماز کے ضمن میں ہم کو چودہ سو سال پہلے دی جا چکی ہیں۔ مثلاً ماہرین کی پہلی ہدایت یہ ہے کہ تجویز کے الفاظ بلند آواز سے دہرائے جائیں اور خاموشی سے دہرانے کی صورت میں شرط یہ ہے کہ متعلقہ اعصاب لازماً حرکت میں ہوں۔ ہم جانتے ہیں کہ سری رکعت میں بھی نماز پڑھتے ہوئے زبان کا متحرک ہونا ضروری ہے۔ نماز کے الفاظ اگر صرف ذہن میں دہرائے جائیں تو نماز نہیں ہوتی۔ دوسری ہدایت یہ ہے کہ یہ عمل ایسی

جگہ کیا جائے جہاں خارجی اثرات کی مداخلت کم سے کم ہو۔اب نماز کے لئے ہدایت یہ ہے کہ اولاً اسے مسجد 1464 میں ادا کرے ورنہ گھر میں گوشہ تنہائی تلاش کیا جائے۔تیسری ہدایت یہ ہے کہ یہ عمل بالکل خالی الذہن ہو کر کیا جائے۔نماز کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتایا ہے کہ احسن نماز یہ ہے کہ نمازی اس طرح نماز پڑھے جیسے وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔اگر یہ ممکن نہیں ہے تو کم از کم یہ خیال رکھے کہ اللہ تو اسے دیکھ ہی رہا ہے۔اب جو نمازی اس طرح نماز پڑھے گا اس کی توجہ اپنے جسم، اپنے خیالات اور اپنے ماحول سے ہٹ جائے گی اور وہ یکسوئی سے نماز پڑھے گا چوتھی ہدایت یہ ہے کہ یہ عمل سونے سے قبل اور سو کر اٹھنے کے فوراً بعد کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس وقت خالی الذہن ہونا نسبتاً آسان ہوتا ہے اور اگر ضرورت ہو تو دن کے اوقات میں بھی یہ عمل کیا جا سکتا ہے۔اس حوالہ سے پانچ وقت کی نماز کے اوقات کے تعین کا جائزہ لیتے اور غور کرتے ہیں کہ سورج کی شعاعوں کی موجودگی میں ظہر اور عصر کی نمازیں سری ہیں جب کہ ان کی عدم موجودگی میں مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں جہری ہیں اور ان میں بھی فجر میں طویل تلاوت کی ہدایت ہے، تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ یہ پرحکمت نظام وضع کرنا کسی انسان کے لئے تو ممکن نہیں ہے۔ پانچویں ہدایت یہ ہے کہ صرف الفاظ دہرانے پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ الفاظ سے متعلق کیفیات کو بھی اپنے اوپر طاری کیا جائے۔مثلاً جس شخص کو بھوک نہ لگنے کی شکایت ہے اور وہ ''مجھے بھوک لگی ہے'' کہہ رہا ہے تو ساتھ وہ اپنے پسندیدہ کھانوں کو یاد کر کے ان کی خوشبو اور ذائقہ کو ذہن میں تازہ کرے، یہاں تک کہ منہ میں پانی بھر آئے۔یہ ناممکن نہیں بلکہ عین ممکن ہے۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ ناول یا افسانہ پڑھتے وقت ہم ہنسنے لگتے ہیں یا ہماری آنکھ سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ہمیں ہدایت یہ ہے کہ جب نماز کے لئے بندہ کھڑا ہو تو شکر اور محبت کے جذبے کے ساتھ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو۔عذاب کی آیات پڑھے تو اس کے رونگٹے کھڑے ہونے چاہئیں۔ جنت کی نعمتوں کا ذکر آئے تو ان کو حاصل کرنے کے لئے دل میں ہُوک اٹھنی چاہئے۔اس کے لئے خشوع وخضوع کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا جائزے سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ نماز کے بے شمار فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ برائی سے روکتی ہے۔اس مخصوص فائدے کا انحصار اس بات پر ہے کہ خود تجویزی کے عمل کو On کر کے نماز پڑھی جائے۔اس کے لئے عربی جاننا یقیناً بہت مفید ہے لیکن لازمی نہیں ہے۔عربی نہ جاننے والا بھی ہر پڑھا لکھا انسان اتنا تو یقیناً کر سکتا ہے کہ وہ نماز کا اور نماز میں زیادہ پڑھی جانے والی سورتوں کا ترجمہ ذہن نشین کر لے اور نماز پڑھتے وقت مذکورہ عمل کو On رکھنے کی کوشش کرے۔ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ جن آیات کے معانی ہم کو معلوم ہیں ان کے الفاظ بھی ہم تیزی سے دہرا کر آگے بڑھ جاتے ہیں کہ کہیں گاڑی نہ چھوٹ جائے اور ان الفاظ سے متعلق کیفیت کو اپنے اوپر طاری کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔مثلاً اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کے معنی کس نمازی کو نہیں معلوم اور کتنے نمازی ہیں جو ان الفاظ کو دہراتے وقت اپنے اندر بھیک مانگنے کی کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔یہ اصل وجہ ہے کہ ہماری نمازیں ہمارے عمل کو پوری طرح متاثر نہیں کر پاتیں۔اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم عربی نہ جاننے کے عذرِ لنگ کو چھوڑ کر خود تجویزی کے عمل کو پھر صبر و استقامت کے ساتھ کوشش کرتے رہیں تو ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ مدد کرے گا۔اگر میری بات کا یقین نہیں ہے تو اسی سورۃ العنکبوت کی آخری آیت کو دیکھ لیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اور جن لوگوں نے جدوجہد کی ہم میں (یعنی ہماری راہ میں) ان کی ہم لازماً رہنمائی کریں گے اپنی راہوں کی۔''

نوٹ۔2

آیت۔45۔ میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ ذِكْرُ اللّٰهِ (اللہ کی یاد) سب سے بڑی چیز ہے۔ ذِكْرُ اللّٰهِ کا مفہوم آیت نمبر۔152/2 کے نوٹ۔1۔ میں واضح کیا جاچکا ہے۔اسے دوبارہ دیکھ لیں۔ وہی مفہوم سمجھانے کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے ایک مثال دی ہے۔فرماتے ہیں کہ جب عورتیں پنگھٹ پر پانی بھرنے جاتی ہیں تو وہ پانی سے بھرا ہوا گھڑا سر پر رکھ کر میلوں سفر کرتی ہوئی واپس آتی ہیں۔سر پر پانی کا بھرا ہوا گھڑا ہوتا ہے جسے وہ پکڑ کر نہیں بلکہ ہاتھ چھوڑ کر چلتی ہیں۔اس دوران وہ چڑھائی چڑھتی اور اترائی اترتی ہیں۔اس چڑھائی اور اترائی میں ان کے جسم اور گردن کا زاویہ ایسا بن جاتا ہے کہ گھڑا سر سے نیچے نہیں گرتا۔وہ راستے میں لطیفے سناتی اور قہقہے لگاتی ہوئی آتی ہیں۔راستے میں وہ ایک دوسرے سے اپنے خاوند کا رونا بھی روتی ہیں۔سسکیاں بھی لیتی ہیں۔ یہ سب کچھ کرتے ہوئے ان کے دل میں یہ دھیان رہتا ہے کہ میرے سر پر ایک گھڑا ہے کہیں گر نہ جائے۔اس طرح زندگی گزارتے ہوئے (دوکان پر، دفتر میں، گھر میں) دل میں یہ دھیان رہے کہ میرا کوئی مالک کوئی پالنہار ہے، کہیں مجھ سے کوئی ایسی حرکت نہ ہوجائے جس سے اس کی نظر کرم میں فرق آجائے اور میں اس کی نظر سے گر جاؤں۔یہی یاد ہے، یہی ذکر ہے۔(منقول از ماہنامہ سوچنے کی باتیں۔نومبر 2007ء)

نوٹ۔3

یہ سورہ مکی زندگی کے اس دور کی ہے جب کفار نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کررکھا تھا۔ان حالات میں اسی سورہ میں آگے چل کر ہجرت کی تلقین آئی ہے۔اُس وقت حبشہ ہی ایک ایسی امن والی جگہ تھی۔ جہاں مسلمان ہجرت کر کے جاسکتے تھے اور وہاں پر اس زمانے میں عیسائیوں کا غلبہ تھا۔اس لئے آیت۔46۔ میں مسلمانوں کو ہدایت دی گئی کہ اہل کتاب سے جب سابقہ پیش آئے تو ان سے دین کے معاملہ میں بحث وکلام کا کیا انداز اختیار کیا جائے۔(تفہیم القرآن)۔جبکہ آیت۔۴۷ قرآن کی پیشنگوئیوں میں سے ایک پیشنگوئی ہے۔ کیونکہ عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی مدینہ میں ایمان لائے اور اہل مکہ کی اکثریت فتح مکہ کے بعد ایمان لائی۔(تفسیر نعیمی سے ماخوذ)

آیت نمبر (50 تا 55)

ترجمہ:

وَقَالُوْا	لَوْلَآ اُنْزِلَ	عَلَيْهِ	اٰيٰتٌ	مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ
اور انہوں نے کہا	کیوں نہیں اتاری گئیں	انؐ پر	کچھ نشانیاں (معجزات)	ان کے رب (کی طرف) سے

قُلْ	اِنَّمَا	الْاٰيٰتُ	عِنْدَ اللّٰهِ ؕ	وَاِنَّمَآ	اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۵۰
آپؐ کہیے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	تمام نشانیاں (معجزات)	اللہ کے پاس ہیں	اور میں تو بس	واضح طور پر خبردار کرنے والا ہوں

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ	اَنَّآ	اَنْزَلْنَا	عَلَيْكَ	الْكِتٰبَ	يُتْلٰى	عَلَيْهِمْ ؕ
اور کیا کافی نہیں ہوا ان لوگوں کو	(یہ) کہ	ہم نے اتارا	آپؐ پر	اس کتاب کو	وہ پڑھی جاتی ہے	ان پر

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ	لَرَحْمَةً	وَّذِكْرٰى	لِقَوْمٍ	يُّؤْمِنُوْنَ ۵۱	قُلْ
بیشک اس میں	یقیناً رحمت ہے	اور نصیحت ہے	ایسے لوگوں کے لئے جو	ایمان لاتے ہیں	آپؐ کہیے

كَفٰى	بِاللّٰهِ	بَيْنِيْ	وَبَيْنَكُمْ	شَهِيْدًا ۚ	يَعْلَمُ	مَا
کافی ہوا	اللہ	میرے درمیان	اور تم لوگوں کے درمیان	بطور گواہ کے	وہ جانتا ہے	اس کو جو

فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	وَالَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	بِالْبَاطِلِ	وَ کَفَرُوْا
آسمانوں اور زمین میں ہے	اور جو لوگ	ایمان لائے	ناحق پر	اور جنہوں نے انکار کیا
بِاللّٰهِ ۙ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾	وَ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ	بِالْعَذَابِ ؕ
اللہ کا	وہ لوگ	ہی خسارہ پانے والے ہیں	اور جلدی مانگتے ہیں آپؐ سے	عذاب کو
وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّی	لَّجَآءَهُمُ	الْعَذَابُ ؕ	وَلَیَاْتِیَنَّهُمْ	بَغْتَةً
اور اگر نہ ہوتا ایک معین وقت	تو ضرور آتا ان کے پاس	عذاب	اور وہ لازماً پہنچے گا ان کے پاس	اچانک
وَّ	هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾	یَسْتَعْجِلُوْنَكَ	بِالْعَذَابِ ؕ	وَاِنَّ جَهَنَّمَ
اس حال میں کہ	وہ لوگ شعور نہ رکھتے ہوں گے	جلدی مانگتے ہیں آپؐ سے	عذاب کو	اور بیشک جہنم

لَمُحِیْطَةٌ	بِالْكٰفِرِیْنَ ﴿۵۴﴾ لا	یَوْمَ	یَغْشٰهُمُ	الْعَذَابُ	مِنْ فَوْقِهِمْ
یقیناً گھیرنے والی ہے	کافروں کو	جس دن	چھائے گا ان پر	عذاب	ان کے اوپر سے

وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ	وَیَقُوْلُ ق	ذُوْقُوْا	مَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾
اور ان کے پیروں کے نیچے سے	اور (اللہ تعالیٰ) کہے گا	تم لوگ چکھو	اس کو جو	تم لوگ کیا کرتے تھے

نوٹ۔1

رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا انکار کرنے والوں کا ایک اعتراض یہ تھا کہ آپؐ کو ایسے معجزے کیوں نہیں عطا ہوئے جیسے سابقہ انبیاء خاص طور سے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو عطا ہوئے تھے۔ اس کا ایک جواب یہ دیا کہ آپؐ ان لوگوں کو بتا دیں کہ معجزات کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے میں اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں رکھتا۔ میرا فرض یہ ہے کہ تم لوگوں کو آنے والے خطرات سے اچھی طرح آگاہ کر دوں۔ (تدبر قرآن)۔ دوسرا جواب یہ دیا کہ اُمی ہونے کے باوجود آپؐ پر قرآن جیسی کتاب کا نازل ہونا کیا یہ بجائے خود اتنا بڑا معجزہ نہیں ہے کہ آپؐ کی رسالت پر یقین لانے کے لئے یہ کافی ہو۔ اس کے بعد بھی کسی اور معجزے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ دوسرے معجزے تو وقتی تھے مگر یہ معجزہ تو ہر وقت تمہارے سامنے ہے۔ تمہیں آئے دن پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ تم جب چاہو اسے دیکھ سکتے ہو۔ (تفہیم القرآن)